© rasailojaraid.com

دینے اور مساکین کو کھانا کھلانے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ خصوصاً رات کے اس کھانے کی غرباء میں تقسیم پر جو معمولاً تیار کیا جاتا ہے، زیادہ زور دیا گیا ہے۔

عیسائیوں کا روزہ
عیسائی مذہب میں بھی روزہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن اس کی تفصیل اور تشریح کرنا ذرا مشکل ہے۔ روزہ کے طریقہ واحکام میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیحی شریعت فقہ اور احکام کے لحاظ سے دوسرے مذاہب سے پیچھے ہے۔ عیسائی مؤرخین نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی نبوت کے آغاز سے قبل ۴۰ دن روزہ رکھا تھا اور یہ کفارہ کا روزہ تھا۔ اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔ عام طور پر عیسائی راہبوں اور پادریوں کی طرف سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ جنسی ترغیبات کے مقابلہ کے لیے وہ روزہ کی تلقین کرتے تھے۔

ہندو مذہب اور روزہ
ہندو مذہب میں بھی روزہ کا ثبوت ملتا ہے۔ مسٹر مہادیوان صدر شعبۂ فلسفہ مدراس یونیورسٹی لکھتے ہیں:

> ان تہواروں میں جن کو سالانہ منایا جاتا ہے، بعض تہوار روزہ (برت) کے لیے مخصوص ہیں جو تزکیہ نفس کے لیے رکھا جاتا ہے۔ ہر ہندو فرقہ نے دعا وعبادت کے لیے کچھ دن مقرر کر لیے ہیں، جن میں اکثر افراد روزہ رکھتے ہیں اور کھانے پینے سے باز رہتے ہیں۔ رات بھر جاگ کر اپنی مذہبی کتابوں کی تلاوت کرتے اور مراقبہ کرتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور مشہور تہوار جو مختلف فرقوں میں رائج ہے" دکیتا ایکاموشی" کا تہوار ہے جو وشنو کی طرف منسوب ہے۔ لیکن اس میں صرف وشنو ہی کے ماننے والے نہیں بلکہ دوسرے بہت سے لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اس تہوار میں دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو پوجا کرتے ہیں۔ بعض دن ایسے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ وہ ان مورتیوں سے دعائیں کرتی ہیں جو ایشور کی ان نسوانی صفات کا مظہر ہیں جو مختلف اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان دنوں کو ان کی مخصوص اہمیت کے پیشِ نظر "برت" یا عہد معاہدہ کہا جاتا ہے۔ یہ روح کے تزکیہ کے لیے مخصوص ہیں۔ ان کا مقصد روح کو معنوی غذا پہنچانا ہے۔[1]

---

[1] آوٹ لائن آف ہندوازم باب ۴۔ سیکشن ۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قدیم مصری دور میں

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :-

قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے یونان میں صرف عورتیں "تھیسوفیریا" کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں ۔ پارسی مذہب میں بھی گو عام پیروں پر روزہ فرض نہیں، لیکن ان کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے یہاں موجود تھا ۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لیے تو پنجسالہ روزہ ضروری تھا۔[۱]

عرب میں

اہل عرب بھی اسلام سے پہلے سے روزہ سے کچھ نہ کچھ مانوس تھے ، مکہ کے قریش جاہلیت کے دنوں میں عاشورا (یعنی دسویں محرم کو) روزہ رکھتے تھے ۔ کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔[۲] مدینہ میں یہود اپنا عاشورہ الگ مناتے تھے[۳] یعنی وہ اپنے ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے ۔ ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت :-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔

مسلمانو! تم پر روزہ اس طرح لکھا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر لکھا گیا تھا ۔

کس قدر تاریخی صداقت پر مبنی ہے ۔

روزہ کی حقیقت

روزہ کی غرض و غایت تقویٰ ہے ۔ اور روزہ کی یہ حقیقت تمام مذاہب میں مشترک ہے ۔ قرآن مجید نے اس بات کی تصریح کی کہ مسلمانو! تم پر روزہ لکھا گیا ۔ جس طرح تم سے پہلے اُمتوں پر لکھا گیا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو ۔ اور تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھا جائے اور اپنے آپ کو جذبات کے تلاطم سے بچایا جا سکے ۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ روزہ ہمارے لیے ایک قسم کے روحانی علاج کے طور پر فرض ہوا ہے ۔

---

[۱] سیرۃ النبی جلد ۵ ص ۲۱۲

[۲] مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۴۴

[۳] صحیح بخاری کتاب الصوم جلد ۱ ص ۵۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"تقویٰ" دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی اور نیک باتوں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے۔ اور روزہ کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو۔ بات یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں گناہوں کے اکثر جذبات بہیمی قوت کی افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ روزہ انسان کے ان جذبات کی شدت کو کمزور کرتا ہے[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ۔ روزہ ڈھال ہے

اور آپ نے ایسے نوجوانوں کا علاج جو اپنی مالی مجبوریوں کے سبب نکاح کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ۔ اور ساتھ ہی اپنے نفس پر بھی قابو نہیں رکھتے ، روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ شہوت کو توڑنے اور کم کرنے کے لیے بہترین چیز ہے۔

علامہ ابن القیم (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہشمند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کی رُو سے مسلمہ ہے ، اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے[2]

تقویٰ کو تمام عبادات کی اصل قرار دیا گیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

تمام عبادات میں روزہ کو تقویٰ کی اصل اور بنیاد اس لیے بھی قرار دیا گیا ہے کہ یہ ایک مخفی خاموش عبادت ہے ، جو ریا اور نمائش سے بری ہے ۔ جب تک خود

---

[1] سیرۃ النبی جلد ۵ ص ۲۲۳ ،

[2] زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۵۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسان اس کا اظہار نہ کرے، دوسروں پر اس کا راز افشا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی چیز تمام عبادات کی جڑ اور اخلاق کی بنیاد ہے[۱]

روزہ کے مقاصد اسلام میں روزہ کے مقاصد کیا ہیں۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہے:

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ[۲]

"اب تک خدا نے جو تم کو ہدایت کی ہے اس پر اس کی بڑائی اور عظمت کرو۔"

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[۳]

"تاکہ اس ہدایت کے ملنے پر تم خدا کا شکر کرو"

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[۴]

"تاکہ تم پرہیزگار بنو (یا تم میں تقویٰ پیدا ہو)

روزہ کے مقاصد پر امام غزالی م ۵۰۵ھ، فرماتے ہیں۔

روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاقِ الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں۔ وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے۔ اس لیے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے۔ نیز خواہشات کے مقابلہ کے لیے اس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے۔ البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پا لیتی ہیں۔ اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لیے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہنچتا ہے۔ اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے[۵]

---

[۱] سیرۃ النبی جلد ۵ ص ۲۳۹ - [۲] البقرہ - ۱۸۵ [۳] البقرہ - ۱۸۵

[۴] البقرہ - ۱۸۳ [۵] احیاء العلوم جلد ا ص ۲۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روزہ کے مقاصد پر علامہ ابن القیم (م ۷۵۱ھ) اسی طرح روشنی ڈالتے ہیں:

روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفسِ انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے۔ اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو، اور اس ذریعہ سے وہ سعادتِ ابدی کے گوہرِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکے، اور حیاتِ ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے۔ بھوک اور پیاس سے اس کے ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو۔ اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے۔ اور اعضاء و جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے، جن میں دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے۔ اس لحاظ سے یہ اہلِ تقویٰ کی لگام ہے، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے۔[1]

اور روزہ کے اسرار و مقاصد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حافظ ابن القیم رح لکھتے ہیں:

روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے۔ فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جو چیزیں مانع صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے۔ اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ وہ اس سے دفع ہوتی ہیں۔ وہ صحت کے لیے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت معاون ہے۔[2]

روزہ میں اسلام کا اصلاحی کردار

اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض اور عبادات میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے، اسی طرح روزہ کے مفہوم، آداب و احکام اور اس کی شکل اور طریقۂ کار میں بھی اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے۔

---

[1] زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۵۲

[2] زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۵۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ تعالیٰ لکھتے ہیں ۔

شریعتِ اسلامی نے نہ روزہ کو نفس کو ایذا پہنچانے اور تکلیف میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے، نہ اس کو خدا کا عذاب قرار دیا ہے ۔ پورے قرآن و حدیث میں ایک لفظ بھی ہم کو ایسا نہیں ملتا جس سے اس کا اشارہ نکلتا ہو، اس نے اس کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا ہے، جس کا مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے ۔ اس نے اس کے احکام اور قوانین بھی ایسے خشک اور ظالمانہ نہیں بنائے کہ اس کا قطعی نتیجہ نفس کی ایذا رسانی کی شکل میں ظاہر ہوتا ۔ اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑ جاتا — بلکہ اس نے سحری کھانا سنت قرار دیا ۔ اور تاخیر کے ساتھ کھانے کو مستحب، اور ہدایت کی کہ فجر کی پو پھٹنے تک کھاتے رہو ۔ افطار میں عجلت کا حکم دیا ۔ رات اور دن دونوں میں سونے اور آرام کرنے کی اجازت دی ۔ کاروباری تجارت اور مفید کاموں میں انہماک و مصروفیت کو بھی یہودی مذہب کے برعکس جائز رکھا ۔ جس میں روزہ کی حالت میں کام کرنا ممنوع ہے اور مکمل طور پر خلوت وعبادت لازمی ہے [1]

پس اس بابرکت مہینے میں اتباعِ احکامِ الٰہی اور احترامِ رمضان نہایت لازم ہے ۔

---

[1] ارکانِ اربعہ ص ۳۰۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مومن کے خصائل

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

(۳)

عملی اسلامی تربیت مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے صرف الفاظ کے طوطا مینا بنانے کے لیے پیدا نہیں کیا، بلکہ وہ انسانی زندگیوں میں خوشگوار اصلاحی انقلاب برپا کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا حقیقی میدان عمل کا میدان ہے۔ وہ انسانی زندگی کی کھیتی میں اپنی اصلاح کے بیج بوتا ہے اور خوشگوار اخلاق و کردار کی فصل اُگاتا ہے۔ اس کے ذریعے انسانیت عملی طور پر فلاح کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ وہ کوئی راہب نہیں ہوتا کہ خاموشی سے غار کا یا گوشہ گیری کا راستہ اختیار کرے وہ کوئی جوگی نہیں ہوتا کہ پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھ کر شانتی کو تلاش کرتا رہے۔ وہ کوئی "تارک دنیا" نہیں ہوتا کہ جس دنیا میں اس کو امتحان کے لیے اُتارا گیا ہے، وہ اس امتحان گاہ سے خاموشی کے ساتھ نکل کر ایک کونے میں جا لگے اور ساری ذمہ داری سے الگ ہو جائے وہ تو حضور اکرمؐ کے اس ارشاد کا مخاطب ہوتا ہے کہ:

"تم میں سے جو کوئی بدی دیکھے تو لازم ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہو تو زبان سے ہی اس کی مذمت کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل میں اس کو مٹانے کی خواہش رکھے۔ کیونکہ یہ ایمان کا کم از کم درجہ ہے جس دل میں بدی سے نفرت نہ ہو اس میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔"

اِس لیے قرآن میں صاف صاف حکم دیا کہ:

"تم میں سے ایک ایسی جماعت ضرور ہی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے، اچھے

© rasailojaraid.com